بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۴۹ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ عَسَىٰ أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

یوم یکشنبہ

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۷/۲۲ | ۲۴ صلح ۱۳۴۷ ہش ۔ ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۸۷ ھ ۔ ۲۴ جنوری | نمبر ۲۰

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

ربوہ ۲۳ جنوری بوقت نو بجے صبح

کل حضور کی طبیعت اللہ تعالےٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی۔ اس وقت بھی طبیعت اچھی ہے۔ الحمد للہ

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولےٰ کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین اللّٰھم آمین۔

اخبار احمدیہ

—۰ ربوہ ۲۳ جنوری۔ کل یہاں نماز جمعہ محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے پڑھائی۔ خطبہ جمعہ میں آپ نے روزوں کے متعلق سورۂ بقرہ کی آیات تلاوت کرنے کے بعد ان کی تفسیر بیان کی۔ اور اس طرح رمضان کی عظیم الشان برکات پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

—۰ قواعد کے مطابق ہر تین سال کے بعد انصار اللہ کے عہدہ داران یعنی زعماء اور زعیم اعلےٰ کا نیا انتخاب ہوتا ہے۔ دسمبر ۱۹۶۷ء میں یہ میعاد ختم ہو چکی ہے۔ انتخاب کے لئے امراء اور صدر صاحبان کی خدمت میں پہلے بھی درخواست کی جا چکی ہے۔ اب پھر بطور یاد دہانی تحریر ہے کہ جن جن مجالس انصار اللہ میں ابھی تک زعیم / زعیم اعلےٰ انصار اللہ کا انتخاب نہیں ہوا وہاں کے امراء اور صدر صاحبان ازراہ کرم فوری طور پر انتخاب کروا کر صدر محترم کی خدمت میں سفارش کے ساتھ بغرض منظوری بھجوا دیں۔ امید ہے امراء / صدر صاحبان فوری توجہ فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

نوٹ:۔ خط و کتابت کے لئے زعیم کا ایڈریس بھجوا دیا جائے۔ (قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

—۰ افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ محترم مرزا محمد اسمٰعیل صاحب آف بھاٹی دروازہ لاہور جو کہ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں سے تھے بعمر ۸۲ سال مورخہ ۲۱ جنوری کو بعد نماز ظہر لاہور میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

کل ۲۲ جنوری کو جنازہ ربوہ لایا گیا۔ اور بعد نماز جمعہ محترم مولانا شمس صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی جس کے بعد آپ کی نعش مقبرہ بہشتی کے قطعہ صحابہ خاص میں سپرد خاک کی گئی۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کو بلند درجات دے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

یاد رکھو زبانی لاف و گزاف کافی نہیں اس کا کوئی فائدہ نہ ہوگا

انسان کا کام یہ ہے کہ جو کچھ منہ سے کہتا ہے سوچ کر کہے اور پھر اس کے موافق عمل درآمد بھی کرے

”انسان سمجھتا ہے کہ نرا زبان سے کلمہ پڑھ لینا ہی کافی ہے یا نرا استغفر اللہ کہہ دینا ہی کافی ہے مگر یاد رکھو زبانی لاف و گزاف کافی نہیں۔ خواہ انسان زبان سے ہزار مرتبہ استغفر اللہ کہے یا سو مرتبہ تسبیح پڑھے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ خدا نے انسان کو انسان بنایا ہے طوطا نہیں بنایا۔ یہ طوطے کا کام ہے کہ وہ زبان سے تکرار کرتا رہے اور سمجھے خاک بھی نہیں۔ انسان کا کام تو یہ ہے کہ جو کچھ منہ سے کہتا ہے اس کو سوچ کر کہے اور پھر اس کے موافق عمل درآمد بھی کرے۔ لیکن اگر طوطے کی طرح بولتا جاتا ہے تو یاد رکھو نری زبان سے کوئی برکت نہیں ہے۔ جب تک دل سے اس کے ساتھ نہ ہو اور اس کے موافق اعمال نہ ہوں وہ نری باتیں سمجھی جائیں گی جن میں کوئی خوبی اور برکت نہیں۔ کیونکہ وہ نرا قول ہے خواہ قرآن شریف اور استغفار ہی کیوں نہ پڑھتا ہو۔ خدا تعالےٰ اعمال چاہتا ہے اس لئے بار بار یہی حکم دیا کہ اعمال صالحہ کرو جب تک یہ نہ ہو خدا کے نزدیک نہیں جا سکتے۔ بعض نادان کہتے ہیں کہ آج ہم نے دن بھر میں قرآن ختم کر لیا ہے۔ لیکن کوئی ان سے پوچھے کہ اس سے کیا فائدہ ہوا؟ نری زبان سے تم نے کام لیا مگر باقی اعضاء کو بالکل چھوڑ دیا حالانکہ اللہ تعالےٰ نے تمام اعضاء اس لئے بنائے ہیں کہ ان سے کام لیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ بعض لوگ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور قرآن ان پر لعنت کرتا ہے۔ کیونکہ ان کی تلاوت نرا قول ہی قول ہوتا ہے اور اس پر عمل نہیں ہوتا۔ جو شخص کہ اللہ تعالےٰ کی قائم کردہ حدود کے موافق اپنا چال چلن نہیں بناتا ہے وہ ہنسی کرتا ہے کیونکہ پڑھ لینا ہی اللہ تعالےٰ کا منشا نہیں وہ تو عمل چاہتا ہے۔“

(البدر ۱۶ مارچ ۱۹۰۴ء)

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲۴ جنوری ۶۵ء

سورۂ کوثر

"صدقِ جدید" ۱۵/۱/۶۵ کے صفحہ ۷ پر "سورۂ کوثر پر ایک نظر" کے زیرِ عنوان سورۂ کوثر کی تفسیر منجانب ڈاکٹر احمد کمال عمر ایم۔ بی بی۔ ایس کراچی کے قلم سے شائع ہوئی ہے۔ سورۂ کوثر کا ترجمہ شروع میں دیا گیا ہے۔ ذیل میں ہم ترجمہ اور تفسیر کے ابتدائی الفاظ درج کرتے ہیں:-

"[ترجمہ:- اس میں شک کی گنجائش نہیں کہ تم کو الکوثر ہم ہی نے عطا کیا ہے پس اس وجہ سے تم اپنے رب ہی کے حضور نماز پڑھو اور نحر کرو (اگر تم اس حکم پر کاربند رہے تو) بلاشبہ تمہارا دشمن ہی مغلوب رہے گا]

سورۃ کی اولین مخاطب ظاہر ہے ذاتِ رسالت ہی ہے اور الکوثر سے مراد کوئی ایسی چیز ہے جو نزولِ سورۃ کے وقت آپ کو جزوی یا کلّی طور سے لازماً عطا ہو چکی تھی یعنی یا تو اس بخشش کا نزول مکمل ہو چکا تھا اور یا جاری تھا الکوثر سے یہاں صاف مُراد ہدایت کثیر ہے یعنی قرآن اور یہ اسم صفت کی حیثیت سے استعمال ہوا ہے۔ جیسے "الفرقان"۔ سورۃ کا دائمی مخاطب ہر مسلمان ہے اور اسی بات کو ہمیں یہاں بیان کرنا ہے"۔

(صدقِ جدید ۱۵/۱/۶۵ ص ۷)

صاحبِ مضمون نے کوثر کے معنی یہاں ہدایت کثیر یعنی قرآن کے لئے ہیں۔ ان معنی پر ہمیں عام طور پر تو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیئے لیکن یہ صاحبِ مضمون کا اپنا قیاس ہے کسی مفسر نے اس کے یہ معنی نہیں کئے۔ بظاہر یہ درست معلوم ہوتا ہے کہ کثرتِ وحی بھی ایک بڑی نعمت ہے جو سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کی گئی ہے لیکن سورہ کوثر کی آخری آیہ ان شانئك هو الابتر میں جو معنی صاحبِ مضمون نے لفظ "ابتر" کے کئے ہیں وہ صرف اسی صورت میں ٹھیک ہیں جب ہم لفظی معنی سمجھ لیں۔ ذیل میں ہم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تفسیر کبیر سے الفاظ "الکوثر" اور "الابتر" کے معنی نقل کرتے ہیں:-

" الکوثر کے معنے ہیں (۱) الکثیر من کلّ شیئٍ۔ ہر چیز کا کسی کے پاس کثرت سے پایا جانا (۲) السیّد الکثیر الخیر۔ قوم کا سردار جس کے اندر بڑی خیر اور برکت پائی جاتی ہو۔ (۳) الرّجل الکثیر العطاء والخیر۔ ایسا انسان جو بڑا سخی ہو اور دنیا میں بڑی کثرت سے نیکیاں پھیلانے والا ہو۔ (۴) نہرٌ فی الجنّۃ۔ کوثر ایک نہر کا بھی نام ہے جو جنّت میں پائی جاتی ہے۔

اقرب الموارد کے مؤلف نے جو کوثر کے ایک معنے نہرٌ فی الجنّۃ کے کئے ہیں یہ معنے لُغت کے نہیں اور نہ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے جو لفظِ کوثر عرب میں استعمال ہوتا تھا اسکے یہ معنے سمجھے جاتے تھے بلکہ جب کوثر کا لفظ قرآن کریم اور احادیث میں استعمال ہُوا اور مسلمانوں نے بتایا کہ کوثر ایک نہر کا نام ہے جو جنّت میں رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوگی تو عرب میں یہ معنے بھی رائج ہو گئے اور لُغت والوں نے مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق ان معنوں کو بھی کتبِ لُغت میں درج کر دیا۔ ورنہ اس لفظ کے اصل معنے وہی تین ہیں جو اوپر درج کئے گئے ہیں"۔

(تفسیر کبیر جلد ششم جز چہارم حصہ سوم ص ۳۵۱)

اس لفظ پر بحث کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:-

"اِس بارہ میں میری پہلی دلیل یہ ہے کہ جیسا کہ مَیں بارہا بتا چکا ہوں قرآنِ کریم میں جو الفاظ استعمال ہوتے ہیں ان کے متعلق قاعدہ یہ ہے کہ جتنے معنے لُغت میں کسی لفظ کے ہوں وہ سب کے سب وہاں مُراد لئے جاتے ہیں سوائے اس کے کہ کوئی معنے ایسے ہوں جن کو خدا تعالیٰ نے اس جگہ پر یا قرآنِ کریم کے دوسرے مقامات پر ردّ کر دیا ہو۔ اگر وہ معنے جو ابنِ عباسؓ نے کئے ہیں اور سعید بن جبیر جیسے عالم نے کئے ہیں اور حسن بصری جو ایک ولی اللہ تھے انہوں نے کئے ہیں اور مجاہدؒ اور محارب جیسے محدثین نے کئے ہیں اور عکرمہؓ نے کئے ہیں اور ئیس نے کئے ہیں غلط ہوتے تو خدا تعالیٰ انہی آیات میں کوئی ایسا توڑ رکھ دیتا جس سے وہ معنے باطل ہو جاتے یا کسی اور جگہ پر قرآنِ کریم میں اُن کی تردید کر دیتا لیکن اس کا ایسا نہ کرنا صاف بتاتا ہے کہ صرف جنّت کی نہر والے معنوں پر یہاں حصر نہیں کیا گیا"۔

(ایضاً ص ۳۶۰)

الابتر کے معنی

" احادیث میں آتا ہے کہ بعض کفار رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہا کرتے تھے کہ یہ تو نعوذ باللہ ابتر ہے۔ اس کا سلسلہ بہت جلد ختم ہو جائے گا۔ اِس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ انّ شانئك هو الابتر۔ لیکن چونکہ آپ کی بیٹیاں تھیں بیٹے نہیں تھے اس لئے مفسّرین کہتے ہیں کہ ابتر اسے کہتے ہیں جس کا کوئی بیٹا نہ ہو۔ لیکن اس کے عام معنے یہی ہیں کہ خواہ بالکل بے اولاد ہو یا نرینہ اولاد سے محروم ہو اسے ابتر کہتے ہیں تاج العروس جو عربی لغت کی دو بڑی کتابوں میں سے ایک ہے اس میں لکھا ہے الابتر المنبتر الّذی لا ولد له ابتر اسے کہتے ہیں جو لاولد ہونے کی صورت میں وفات پا جائے وقد یقال لم یکن یومًا ولد لهٗ اور اس شخص کو بھی ابتر کہا جاتا ہے جس کی کبھی بھی کوئی اولاد نہ ہوئی ہو وفیه نظرٌ لیکن یہ درست نہیں لانّهٗ ولد لهٗ قبل البعث والوحی۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دشمن ابتر کہتے تھے حالانکہ بعثت اور وحی سے قبل دونوں وقتوں میں آپ کے اولاد پیدا ہوئی تھی۔ الّا ان یّکون اراد لم یعش لهٗ ولدٌ ذکرٌ۔ ہاں آپ کی نرینہ اولاد زندہ نہیں رہی تھی۔ گویا اگر کسی کی پہلے نرینہ اولاد موجود ہو لیکن بعد میں مر جائے تب بھی وہ ابتر کہلائے گا اور اگر پیدا ہی نہ ہو تب بھی وہ ابتر کہلائے گا"۔

(ایضاً ص ۴۸۵، ص ۴۸۶)

اس طرح الکوثر کے معنی یہاں اولاد کثیر کے موزوں ہیں۔ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد نرینہ ہونے کی وجہ سے دشمن کہتے تھے کہ نعوذ باللہ آپ "ابتر" ہیں لیکن اللہ تعالےٰ نے سورۂ کوثر میں بتایا ہے کہ اگرچہ آپ کی جسمانی اولادِ نرینہ نہیں تاہم آپ کی روحانی اولاد بکثرت ہوگی۔ اس لئے آپ ابتر نہیں مگر دشمنوں کی روحانی نسلیں ختم ہو جائیں گی اور ان کی جسمانی اولاد بھی ان کے عقائد چھوڑ کر آپ کی روحانی اولاد میں شامل ہو جائے گی۔

اس طرح سورۂ کوثر کے معنی یہ ہوں گے کہ

ہم نے اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) تجھ کو کوثر یعنی کثیر روحانی اولاد عطا کی ہے اس لئے عبادت کر اور قربانی دے البتہ تیرے دشمن ابتر ہیں یعنی ان کا نام ونشان مٹ جائے گا اور ان کی جسمانی اولاد بھی ان سے منہ موڑ لے گی۔

سورۂ کوثر کے جو معنی ڈاکٹر احمد کمال عمر ایم۔ بی بی۔ ایس نے کئے ہیں ہمیں ان سے صرف یہ اختلاف ہے کہ انہوں نے الفاظ کے حقیقی معنی کی توجیہہ کئے بغیر اپنے قیاس سے معنی کر ڈالے ہیں۔ اگر آپ ابتر کے لفظی معنی پر غور کر لیتے تو کوثر کے معنی کا تعین کرنا مشکل نہ تھا۔ چونکہ آپ نے ابتر کے لفظ کے معنی مغلوب کر دیئے ہیں اس لئے آپ نے کوثر کے معنی ہدایت کثیر یعنی قرآن کئے ہیں۔ حالانکہ ابتر کے حقیقی معنی لینے سے کوثر کے معنی اولاد کثیر متعین ہوتے ہیں۔ اس طرح صحیح معنی تعین کرنے کے بعد ہی ہم کہہ سکتے ہیں کہ آپ کے دشمن ہمیشہ مغلوب ہوں گے کیونکہ آپ کی روحانی اولاد قیامت تک جاری رہے گی مگر دشمن ہمیشہ ابتر ہی رہیں گے کیونکہ وہ اپنی مخالفانہ سرگرمیوں میں آپکی کثیر روحانی اولاد کی وجہ سے ناکام ہی ہوتے رہیں گے۔

ہم نے یہاں مختصر "تفسیر کے حوالے سے بحث کی ہے دراصل اس سورہ کی بہترین تفسیر تفسیر کبیر جلد ششم جز چہارم حصہ سوم میں آپ کو ملے گی جو بڑی تقطیع کے ڈیڑھ سو سے زیادہ صفحات پر مشتمل ہے۔

"پھر یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ تمام انسان نمونہ کے محتاج ہیں اور وہ نمونہ انبیاء علیہم السلام کا وجود ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر تھا کہ درختوں پر کلامِ الٰہی لکھتا مگر اس نے جو پیغمبروں کو بھیجا اور ان کی معرفت کلامِ الٰہی نازل فرمایا۔ اس میں سر یہ تھا کہ تا انسان جلوۂ الوہیت کو دیکھے جو پیغمبروں میں ساہو کر ظاہر ہوتا ہے"۔ (حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت امام جماعت احمدیہ کی ایک تقریر

پر

سکھ ودوانوں کا غلط اعتراض

از مکرم عباد اللہ صاحب گیانی

الفضل کے ۳۰ ستمبر ۱۹۶۴ء کے پرچہ میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود اطال اللہ بقاءہ کی ایک تقریر شائع ہوئی ہے۔ جو حضور نے ۱۹۵۰ء کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ۲۷ دسمبر کو ربوہ میں فرمائی تھی۔ اس تقریر میں حضور نے باؤنڈری کمیشن کے سامنے جماعت احمدیہ کی طرف سے الگ میمورنڈم پیش کرنے کی وضاحت فرمائی ہے اور اس تعلق میں احراریوں کے غلط اور بے بنیاد اعتراضات کو بے نقاب فرمایا ہے۔ حضور نے اپنی تقریر میں ایک مقام پر سکھوں کا بھی کچھ تذکرہ کیا ہے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

"کانگرس نے کسی مصلحت کے تحت اپنے وقت میں سے کچھ وقت سکھوں کو دے دیا ...... شاید ان کا یہ مطلب ہو کہ سکھوں کے مطلبے تو وہی ہیں جو کانگرس کے ہیں لیکن چونکہ یہ اجڈ قوم ہے کہیں یہ نہ کہہ دیں گے کہ جب تک سردار جی نہ بولیں گے ہم راضی نہ ہوں گے ...... اس لئے ان کو بھی وقت دو۔"

(الفضل مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۶۴ء)

مشرقی پنجاب کے بعض سکھ اخباروں اور رسالوں نے اس بات پر بہت غصہ کا اظہار کیا ہے کہ گویا حضور نے اپنی اس تقریر میں ساری کی ساری سکھ قوم کو ہی اجڈ قرار دے دیا ہے۔ چنانچہ گیانی پرتاپ سنگھ جی ایڈیٹر رسالہ گیان امرت" امرتسر نے لکھا ہے کہ:۔

"سکھوں میں کوئی ایک یا کچھ آدمی بُرے یا اجڈ ہو سکتے ہیں لیکن ...... تمام سکھ قوم کو اجڈ ظاہر کرنا پرلے درجہ کی حماقت ہے"

(ترجمہ از گیان امرت امرتسر جنوری ۱۹۶۵ء)

سردار امر سنگھ جی دوسانجھ منیجنگ ایڈیٹر اکالی پتر کا جالندھر نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ:۔

"قوم کی قوم کو اجڈ وہی کہہ سکتا ہے ... قدامت پسند، متعصب اور حاسد ہو۔ ہم جواب میں گالی دیکر اپنا منہ میلا نہیں کرنا چاہتے"

(ترجمہ از اکالی پترکا جالندھر ۷ جنوری ۱۹۶۵ء)

گیانی پرتاپ سنگھ جی تو اس سلسلہ میں اس قدر آپے سے باہر ہو گئے ہیں کہ انہوں نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور جماعت احمدیہ پر بہت سے بے ہودہ اور بوسیدہ اعتراضات بھی کر دیئے ہیں۔ اگر ان اعتراضوں کا تجزیہ کیا جائے۔ تو یہ حقیقت ہے کہ خود سکھ گوروصاحبان بھی ان کی زد سے نہ بچ سکیں گے اور سردار امر سنگھ جی دوسانجھ نے باوجود یہ لکھنے کے کہ "ہم جواب میں گالی دے کر اپنا منہ میلا نہیں کرنا چاہتے"۔ حضور کو قدامت پسند متعصب اور حاسد وغیرہ ظاہر کرنے کی جسارت کی ہے۔ گویا کہ دوسانجھ جی کے نزدیک اجڈ تو بہت بڑی گالی ہے، مگر کسی قوم کے قابل احترام بزرگ واجب الاطاعت امام اور روحانی پیشوا کو بغیر سوچے سمجھے "قدامت پسند" "متعصب" اور "حاسد" بیان کرنا کوئی گالی ہی نہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی جس تقریر کو آڑ بنا کر ان سکھ ودوانوں نے اپنے غصہ کا اظہار کیا ہے۔ اور آپے سے باہر ہو گئے ہیں۔ اس میں حضور نے سکھوں کے متعلق جو کچھ بیان فرمایا ہے وہ ایک قیاس کے رنگ میں کانگرسیوں کے خیالات اور نظریات پر مبنی ہے۔ حضور نے خود اپنی طرف سے ساری کی ساری سکھ قوم کو اجڈ قرار نہیں دیا۔ ہر ایک اہل علم اور اہل دانش اسے بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ کیونکہ یہ بات حضور کے مندرجہ بالا ارشاد میں مستعمل الفاظ "کانگرس نے" اور "شاید ان کا یہ مطلب ہو" سے بالکل واضح ہے۔ حضور نے اس میں کانگرسیوں کے خیال کا تذکرہ کیا ہے۔ نہ کہ اپنا یا اپنی جماعت کا کوئی نظریہ بیان کیا ہے۔

نیز حضور کی اس تقریر سے متعلق گیانی پرتاپ سنگھ جی نے اور ان کی نقل میں سردار امر سنگھ جی نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ یہ دوبارہ شائع کی گئی ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ تقریر ۳۰ ستمبر کے الفضل میں پہلی مرتبہ ہی شائع ہوئی ہے چنانچہ اس کے شروع میں درج شدہ نوٹ میں یہ مرقوم ہے کہ

"حضور کی یہ تقریر ابھی تک شائع نہیں ہوئی تھی"

(الفضل ۳۰ ستمبر ۱۹۶۴ء)

"ابھی تک شائع نہیں ہوئی تھی کا مفہوم "دوبارہ شائع ہوئی ہے۔" سمجھ لینا سکھ ودوانوں کا ہی حصہ ہے۔ کوئی سمجھدار اس کے معنی "دوبارہ شائع ہوئی ہے۔" نہیں لے سکتا۔ اور نہ کوئی لغات ہی ان معنوں کی مصدق ہو سکتی ہے۔

الغرض جس طرح سکھ ودوانوں نے اپنی گھبراہٹ کے نتیجہ میں "ابھی تک شائع نہیں ہوئی تھی" کے معنے "دوبارہ شائع ہوئی ہے۔" لے لئے ہیں۔ اسی طرح انہوں نے حضور کی تقریر میں کانگرسیوں کے نظریہ کے ذکر کو حضرت امام جماعت احمدیہ کا نظریہ سمجھنے کی ٹھوکر کھائی ہے۔

باقی رہا یہ سوال کہ کانگرسی یا کانگرسی لیڈر یا خود سکھ مؤرخین اور مصنفین سکھ قوم کو کیا سمجھتے رہے ہیں یا اب کیا سمجھ رہے ہیں۔ یہ امر خود گیانی پرتاپ سنگھ جی اور سردار امر سنگھ جی دوسانجھ ایسے ودوان کہلانے والوں سے پوشیدہ نہ ہوگا۔ تاہم ان کی تسلی کے لئے اور ناظرین کی دلچسپی کے لئے اس سلسلہ میں ہم چند ایک باتیں ذیل میں درج کئے دیتے ہیں۔

ویدک دھرم کے مشہور ریفارمر پنڈت دیانند جی گزرے ہیں۔ آج آزاد بھارت میں ایک عنصر انہیں آزادی کا ہیرو قرار دینے کی کوشش کر رہا ہے۔ اور پچھلے دنوں تو بھارتی اخباروں میں ہند پارلیمنٹ کے ہاؤس میں ان کی تصویر آویزاں کرنے کے چرچے بھی چھڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے گورو نانک جی سے متعلق جن خیالات کا اظہار کیا ہوا ہے۔ آج اگر گیانی پرتاپ سنگھ جی اور سردار امر سنگھ جی دوسانجھ اینڈ کمپنی کانگرسی حکمرانوں سے اپنا رشتہ جوڑنے کے بعد اپنی روپیلی اور سنہری مصلحتوں کے پیش نظر انہیں بھول چکے ہیں تو الگ بات ہے ورنہ وہ آج بھی آریہ سماج کی بائیبل ستیارتھ پرکاش کے اوراق کی زینت ہیں۔ اور ہر ایک پڑھا لکھا ان سے خوب آشنا ہے۔ اور اچھی طرح جانتا ہے کہ ان کی آزادی کے ہیرو (پنڈت دیانند جی) نے ان کے پہلے گورو اور سکھ دھرم اور سکھ قوم کے بانی سے متعلق بہت سخت اور نازیبا الفاظ استعمال کئے ہیں۔ اور انہیں "ریاکار" اور "جاہل" تک قرار دینے کی جسارت کی ہے۔ چنانچہ سکھ ودوان وقتاً فوقتاً اس بارہ میں اپنی قلبی تکلیف کا اظہار کرتے رہتے ہیں جیسا کہ ایک سکھ ودوان رقمطراز ہیں کہ:۔

"میں صاف الفاظ میں بیان کئے دیتا ہوں کہ جب تک آریہ سماج کی بنیادی کتاب ستیارتھ پرکاش میں سوامی دیانند کے مندرجہ ذیل الفاظ موجود ہیں

"نانک جی ...... اپنی عزت اور بڑائی کے خواہشمند تھے۔ اس لئے انہوں نے ڈھونگ رچا، جو مورکھوں کا کام ہوتا ہے۔ وہ بیچارے ویدوں کی مہما کبھی نہیں جان سکتے۔ سنسکرت پڑھے لکھے نہیں تھے۔ جس لئے ویدوں کے خلاف بولتے تھے۔ اگر نانک جی ویدوں کی تعریف کرتے تو ان کا فرقہ نہ چلتا اور نہ وہ گورو بن سکتے۔"

اس وقت تک آریہ سماجی سکھ قوم کو محبت کی نظر سے نہیں دیکھ سکتے۔"

(ترجمہ از بابا نانک دا ترل نیتھ ص ۳)

اور بھی متعدد سکھ ودوانوں نے اس بارہ میں اسی قسم کے خیال کا اظہار کیا ہے۔

پس جب یہ حقیقت خود سکھ ودوانوں کو مسلم ہے کہ "آزادی کے ہیرو" پنڈت دیانند جی نے گوروجی کو مورکھ (جس کے لغات میں معنی اجڈ کے ہی ہیں) قرار دیا ہے۔ تو اس صورت میں گوروجی کی طرف منسوب ہونے والی قوم سے متعلق ان کا اور ان کے پیروکاروں کا جو نظریہ ہو سکتا ہے اس کا اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں۔

آج بھارت آزاد ہے اور وہاں کا نظام حکومت سیکولر بیان کیا جاتا ہے۔ اس حکومت کے حکمران سکھ قوم کو کیا سمجھ رہے ہیں۔ اس بارہ میں ہم اپنے پاس سے کچھ کہنے کی بجائے (ہند پارلیمنٹ کے موجودہ سپیکر) سردار حکم سنگھ جی کا ایک اقتباس پیش کئے دیتے ہیں۔ سردار صاحب موصوف نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ:۔

"شہر دہلی سے ایک آواز بلند ہوئی سکھ ڈاکو ہے سکھ چور ہے سکھ شرابی ہے۔ اس کی گونج پنجاب کی ہر سرکار میں پیدا ہوئی ...... ایک پالیسی لیٹر جاری کیا گیا جس سے تمام اضلاع کے مجسٹریٹوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ سکھ قوم جرائم پیشہ ہے ...... یہ امن پسند ہندوؤں کو تنگ کئے انہیں مضبوطی سے دبا دیا جائے"

(ترجمہ از پردھانگی ایڈریس آٹھویں اکالی کانفرنس)

اس کے علاوہ بعض اور بھی سکھ اخباروں نے اس پالیسی لیٹر کا ذکر کیا ہے (ملاحظہ ہو اکالی جودھا پٹیالہ ۱۳ اپریل ۱۹۵۰ء)

مشہور سکھ لیڈر ماسٹر تارا سنگھ جی نے ایک مرتبہ اکالی دل کے اندرونی دو گروپوں کے ذکر میں یہ بیان کیا تھا کہ:۔

"اگر ایک گروپ نے ہندو افسروں کا

حضرت امام جماعت احمدیہ کی ایک تقریر

پر

سکھ ودوانوں کا غلط اعتراض

(از مکرم عبادا للہ صاحب گیانی)

الفضل کے ۳۰ ستمبر ۱۹۶۴ء کے پرچہ میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود اطال اللہ بقاءہ کی ایک تقریر شائع ہوئی ہے۔ جو حضور نے ۱۹۵۰ء کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ۲۷ دسمبر کو ربوہ میں فرمائی تھی۔ اس تقریر میں حضور نے باؤنڈری کمیشن کے سامنے جماعت احمدیہ کی طرف سے الگ میمورنڈم پیش کرنے کی وضاحت فرمائی ہے اور اس تعلق میں احراریوں کے غلط اور بے بنیاد اعتراضات کو بے نقاب فرمایا ہے۔ حضور نے اپنی اس تقریر میں ایک مقام پر سکھوں کا بھی کچھ تذکرہ کیا ہے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

"کانگرس نے کسی مصلحت کے ماتحت اپنے وقت میں سے کچھ وقت سکھوں کو دے دیا.... شاید ان کا یہ مطلب ہو کہ سکھوں کے مطالبے تو وہی ہیں جو کانگرس کے ہیں لیکن چونکہ یہ اجڈ قوم ہے کہیں یہ نہ کہہ دیں کہ گو جب تک سردار جی نہ بولیں گے ہم راضی نہ ہوں گے..... اس لئے ان کو بھی وقت دو۔"

(الفضل مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۶۴ء)

مشرقی پنجاب کے بعض سکھ اخباروں اور رسالوں نے اس بات پر بہت غصہ کا اظہار کیا ہے کہ گویا حضور نے اپنی اس تقریر میں ساری کی ساری سکھ قوم کو ہی اجڈ قرار دے دیا ہے۔ چنانچہ گیانی پرتاپ سنگھ جی ایڈیٹر رسالہ گیان امرت" امرتسر نے لکھا ہے کہ:۔

"سکھوں میں کوئی ایک یا کچھ آدمی برے یا اجڈ ہو سکتے ہیں لیکن .... تمام سکھ قوم کو اجڈ ظاہر کرنا پرلے درجہ کی حماقت ہے"

(ترجمہ از گیان امرت امرتسر جنوری ۱۹۶۵ء)

سردار امر سنگھ جی دوسانجھ جنرل ایڈیٹر اکالی پترکا جالندھر نے بھی اسی سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ:

"قوم کی قوم کو اجڈ کہنا کہہ سکتا ہے ... قدامت پسند۔ متعصب اور حاسد ہو۔ ہم جواب میں گالی دے کر اپنا منہ میلا نہیں کرنا چاہتے"

(ترجمہ از اکالی پترکا جالندھر ۱ جنوری ۱۹۶۵ء)

گیانی پرتاپ سنگھ جی تو اس سلسلہ میں اس قدر آپے سے باہر ہو گئے ہیں کہ انہوں نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ اور جماعت احمدیہ پر بہت سے بےہودہ اور بوسیدہ اعتراضات بھی کئے ہیں۔ اگر ان اعتراضوں کا تجزیہ کیا جائے۔ تو یہ حقیقت ہے کہ خود سکھ گورو صاحبان بھی ان کی زد سے نہ بچ سکیں گے اور سردار امر سنگھ جی دوسانجھ نے باوجود یہ لکھنے کے کہ "ہم جواب میں گالی دے کر اپنا منہ میلا نہیں کرنا چاہتے"۔ حضور کو قدامت پسند متعصب اور حاسد وغیرہ ظاہر کرنے کی جسارت کی ہے۔ گویا کہ دوسانجھ جی کے نزدیک اجڈ تو بہت بڑی گالی ہے۔ مگر کسی قوم کے قابل احترام بزرگ واجب الاطاعت امام اور روحانی پیشوا کو بغیر سوچے سمجھے "قدامت پسند" "متعصب" اور "حاسد" بیان کرنا کوئی گالی ہی نہیں

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی جس تقریر کو آڑ بنا کر ان سکھ ودوانوں نے اپنے غصہ کا اظہار کیا ہے۔ اور آپے سے باہر ہو گئے ہیں۔ اس میں حضور نے سکھوں کے متعلق جو کچھ بیان فرمایا ہے وہ ایک قیاس کے رنگ میں کانگرسیوں کے خیالات اور نظریات پر مبنی ہے۔ حضور نے خود اپنی طرف سے ساری کی ساری سکھ قوم کو اجڈ قرار نہیں دیا۔ ہر ایک اہل علم اور اہل دانش اسے بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ کیونکہ یہ بات حضور کے مندرجہ بالا ارشاد میں مستعمل الفاظ "کانگرس نے" اور "شاید ان کا یہ مطلب ہو" سے بالکل واضح ہے۔ حضور نے اس میں کانگرسیوں کے خیال کا تذکرہ کیا ہے۔ نہ کہ اپنا یا اپنی جماعت کا کوئی نظریہ بیان کیا ہے۔

نیز حضور کی اس تقریر سے متعلق گیانی پرتاپ سنگھ جی نے اور ان کی نقل میں سردار امر سنگھ جی نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ یہ دوبارہ شائع کی گئی ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ تقریر ۳۰ ستمبر کے الفضل میں پہلی مرتبہ ہی شائع ہوئی ہے چنانچہ اس کے شروع میں درج شدہ نوٹ میں یہ مرقوم ہے کہ

"حضور کی یہ تقریر ابھی تک شائع نہیں ہوئی تھی"

(الفضل ۳۰ ستمبر ۱۹۶۴ء)

"ابھی تک شائع نہیں ہوئی تھی" کا مفہوم "دوبارہ شائع ہوئی ہے" سمجھ لینا سکھ ودوانوں کا ہی حصہ ہے۔ کوئی سمجھدار اس کے معنی "دوبارہ شائع ہوئی ہے" نہیں لے سکتا۔ اور نہ کوئی لغات ہی ان معنوں کی مصدق ہو سکتی ہے۔

الغرض جس طرح سکھ ودوانوں نے اپنی گھبراہٹ کے نتیجہ میں "ابھی تک شائع نہیں ہوئی تھی" کے معنے "دوبارہ شائع ہوئی ہے" لے لئے ہیں۔ اسی طرح انہوں نے حضور کی تقریر میں کانگرسیوں کے نظریہ کے ذکر کو حضرت امام جماعت احمدیہ کا نظریہ سمجھنے کی ٹھوکر کھائی ہے۔

باقی رہا یہ سوال کہ کانگرسی یا کانگرسی لیڈر یا خود سکھ مؤرخین اور مصنفین سکھ قوم کو کیا سمجھتے رہے ہیں یا اب کیا سمجھ رہے ہیں۔ یہ امر خود گیانی پرتاپ سنگھ جی اور سردار امر سنگھ جی دوسانجھ ایسے ودوان کہلانے والوں سے پوشیدہ نہ ہوگا۔ تاہم ان کی تسلی کے لئے اور ناظرین کی دلچسپی کے لئے اس سلسلہ میں ہم چند ایک باتیں ذیل میں درج کئے دیتے ہیں۔

ویدک دھرم کے مشہور ریفارمر پنڈت دیانند جی گزرے ہیں۔ آج آزاد بھارت میں ایک عنصر انہیں آزادی کا ہیرو قرار دینے کی کوشش کر رہا ہے۔ اور پچھلے دنوں تو بھارتی اخباروں میں ہند پارلیمنٹ کے ہاؤس میں ان کی تصویر آویزاں کرنے کے چرچے بھی چھڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے گورو نانک جی سے متعلق جن خیالات کا اظہار کیا ہوا ہے۔ آج اگر گیانی پرتاپ سنگھ جی اور سردار امر سنگھ جی دوسانجھ اینڈ کمپنی کانگرسی حکمرانوں سے اپنا رشتہ جوڑنے کے بعد اپنی روپہلی اور سنہری مصلحتوں کے پیش نظر انہیں بھول چکے ہیں تو الگ بات ہے۔ ورنہ وہ آج بھی آریہ سماج کی بائیبل ستیارتھ پرکاش کے اوراق کی زینت ہیں۔ اور ہر ایک پڑھا لکھا ان سے خوب آشنا ہے۔ اور اچھی طرح جانتا ہے کہ اس کی آزادی کے ہیرو (پنڈت دیانند جی) نے ان کے پہلے گورو اور "سکھ دھرم" اور "سکھ قوم" کے بانی سے متعلق بہت سخت اور نازیبا الفاظ استعمال کئے ہیں۔ اور انہیں "ریاکار" اور "جاہل" تک قرار دینے کی جسارت کی ہے۔ چنانچہ سکھ ودوان وقتاً اس بارہ میں اپنی قلبی تکلیف کا اظہار کرتے رہتے ہیں جیسا کہ ایک سکھ ودوان رقمطراز ہیں کہ:۔

"میں صاف الفاظ میں بیان کئے دیتا ہوں کہ جب تک آریہ سماج کی بنیادی کتاب ستیارتھ پرکاش میں سوامی دیانند کے مندرجہ ذیل الفاظ موجود ہیں "نانک جی..... اپنی عزت اور بڑائی کے خواہشمند تھے۔ اس لئے انہوں نے ڈھونگ رچا۔ جو مورکھوں کا نام سنت ہوتا ہے۔ وہ بیچارے ویدوں کی مہما کبھی نہیں جان سکتے۔ سنسکرت پڑھے لکھے نہیں تھے۔ جس لئے ویدوں کے خلاف بولتے تھے۔ اگر نانک جی ویدوں کی تعریف کرتے تو ان کا فرقہ نہ چلتا اور نہ وہ گورو بن سکتے"۔ اس وقت تک آریہ سماجی سکھ قوم کو محبت کی نظر سے نہیں دیکھ سکتے۔"

(ترجمہ از بابا نانک دا نرمل پنتھ ص ۳)

اور بھی متعدد سکھ ودوانوں نے اس بارہ میں اسی قسم کے خیال کا اظہار کیا ہے۔

پس جب یہ حقیقت خود سکھ ودوانوں کو مسلم ہے کہ "آزادی کے ہیرو" پنڈت دیانند جی نے گورو جی کو مورکھ (جس کے لغات میں معنی اجڈ کے ہی ہیں) قرار دیا ہے۔ تو اس صورت میں گورو جی کی طرف منسوب ہونے والی قوم سے متعلق ان کا اور ان کے پیروکاروں کا جو نظریہ ہو سکتا ہے اس کا اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں۔

آج بھارت آزاد ہے اور وہاں کا نظام حکومت سیکولر بیان کیا جاتا ہے۔ اس حکومت کے حکمران سکھ قوم کو کیا سمجھ رہے ہیں۔ اس بارہ میں ہم اپنے پاس سے کچھ کہنے کی بجائے ہند پارلیمنٹ کے موجودہ سپیکر سردار حکم سنگھ جی کا ایک اقتباس پیش کئے دیتے ہیں۔ سردار صاحب موصوف نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ:۔

"شہر دہلی سے ایک آواز بلند ہوئی سکھ ڈاکو ہے سکھ چور ہے سکھ شرابی ہے۔ اس کی گونج پنجاب کی ہر کار میں پیدا ہوئی..... ایک پالیسی لیٹر جاری کیا گیا جس سے تمام اضلاع کے مجسٹریٹوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ سکھ قوم جرائم پیشہ ہے..... یہ امن پسند ہندوؤں کو تنگ کرتے ہیں انہیں مضبوطی سے دبا دیا جائے"

(ترجمہ از بدھا نگی ایڈریس آٹھویں اکالی کانفرنس ص ۱۱)

اس کے علاوہ بعض اور بھی سکھ اخباروں نے اس پالیسی لیٹر کا ذکر کیا ہے (ملاحظہ ہو اکالی جودھا پٹیالہ ۱۳ اپریل ۱۹۵۰ء)

مشہور سکھ لیڈر ماسٹر تارا سنگھ جی نے ایک مرتبہ اکالی دل کے اندرونی دو گروپوں کے ذکر میں یہ بیان کیا تھا کہ:۔

"اگر ایک گروپ نے ہندو افسروں کا

تھا۔ اگر کوئی اکیلا دوکیلا مسلمان سکھوں کے ہاتھ آجاتا تھا تو اسے ٹکڑے ٹکڑے کرکے وہ کھا لیتے تھے۔ اور اگر کوئی سکھ سکھوں میں سے مر جاتا تو اس کی لاش کو جلا دیتے۔ دریا میں بہا دینے وغیرہ کی بجائے) کاٹ کر اور بھون کر کھا لیا جاتا تھا۔

گویا کہ بقول گیانی گیان سنگھ جی "آدم خوری" اور "مردار خوری" بھی پراچین سکھوں میں رائج تھی۔

ہمیں ان باتوں سے قطعاً کوئی دلچسپی نہ تھی۔ اور نہ کوئی ضرورت تھا۔ اور ہم ان باتوں میں جانا بھی نہیں چاہتے تھے مگر چونکہ بعض سکھ ودوانوں نے اپنی کم فہمی اور نادانی سے ہمارے مقدس امام اور پیارے آقا کی ایک عبارت کا غلط مفہوم لے کر سکھ قوم کو ہمارے خلاف بھڑکانے کی ناپاک حرکت کی ہے اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی مقدس جماعت پر بیہودہ اور بوسیدہ اعتراضات کئے ہیں۔ اس لئے ہم نے مجبوراً حقیقت حال کو واضح کیا ہے۔ ورنہ سکھ قوم جرائم پیشہ ہیں یا نہیں۔ سکھ لیڈر اجڈ ہیں یا نہیں دونگا اور فساد سکھوں کی ذات گوت ہے یا نہیں اور پراچین سکھ بزرگ آدم خور اور مردار خور تھے یا نہیں۔ ان باتوں سے ہمیں کوئی تعلق نہیں۔ یہ سکھ مہاجنوں کے اپنے گھر کی باتیں ہیں۔ ہم نے محض حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے حقیقت پر مبنی بیان کی وضاحت کی ہے کہ کانگرسیوں کے نزدیک سکھ قوم نہ صرف اجڈ بلکہ جرائم پیشہ ہے اور خود سکھ مؤرخین کے نزدیک سکھوں کی ذات گوت دنگا اور فساد ہے۔

آخر میں ہم پھر یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ہمارے مقدس امام ایدہ اللہ تعالیٰ اور ہماری جماعت دنیا کی کسی بھی ساری کی ساری قوم کو اجڈ نہیں سمجھتی۔ ہم ہر شریف اور سعید فطرت سکھ کا بھی احترام کرتے ہیں اگر کسی کا ایسا خیال ہے کہ ہم تمام سکھ قوم کو اجڈ سمجھتے ہیں یا اس کے نزدیک ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ نے ساری کی ساری سکھ قوم کو اجڈ قرار دیا ہے تو یہ اس کی اپنی غلطی ہے۔ اس کی ایسی غلطی سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔

ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے مکرم دوست سردار امر سنگھ جی دوسانجھ ہمارے اس مضمون پر ٹھنڈے دل اور سنجیدگی سے غور کریں گے۔ اور اپنا بیان کردہ یہ اصول بھی ضرور مدنظر رکھیں گے کہ:۔

"سچ ہمیشہ میٹھا نہیں ہوتا اکثر کہیں کہیں کڑواہٹ بھی ہوتی ہے۔ کڑواہٹ کی وجہ سے سچ کو سچ تسلیم کرنے سے انکار کرنا اخلاقی طور پر کمزور لوگوں کا شیوہ ہوتا ہے"

(ترجمہ از اکالی پتر کا جالندھر ۲ جنوری ۱۹۶۵ء)

تیری جاں آگ میں پڑ کر بھی سلامت آئی

اے مسیح، ابنِ مسیح تیری دعاؤں کے طفیل
پھر سے اسلام کے تن من میں حرارت آئی

مل گئے خاک میں شیطان کے سب منصوبے
انبیاءؑ فخر کریں ایسی خلافت آئی

شور سے اسلام سے دنیا کے کنارے گونجے
تیرے ہاتھوں میں زمانے کی قیادت آئی

آج توحید کے نعروں سے ہے گونجا یورپ
آج تثلیث کی دنیا پہ قیامت آئی

آج افریقہ کے حبشوں نے پڑھا ہے قرآں
کارگر ایک سلیمان کی حکمت آئی

عہد میں تیرے ملا دین کو مرکز ربوہ
تین کو چار جو کرتی ہے وہ ہجرت آئی

ہے ترے سر پہ شب و روز خدا کا سایہ
تیرے دشمن کے مقدر میں ہلاکت آئی

ابتلاؤں میں تری زندگی پروان چڑھی
تیری جاں آگ میں پڑ کر بھی سلامت آئی

ناجی سبزواری

خط و کتابت کرتے وقت احباب اپنا پتہ صاف لکھا کریں اور چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ (مینیجر)

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک الہام

اور

مولوی صدر الدین صاحب

حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکملؔ۔ ربوہ

مولوی صدر الدین صاحب امیر غیر مبایعین نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں یہ روایت بیان کی ہے کہ:۔

"چاند دکھائی نہیں دیا۔ لوگوں نے اور خود آپ نے (مسیح موعودؑ) بھی روزہ رکھا ایسی حالت میں آپؑ فرماتے ہیں کہ مجھے الہام ہوا ہے۔ کہ آج عید ہے دوستوں نے پوچھا ہم روزہ افطار کرلیں۔ فرمایا نہیں روزہ افطار نہیں کر سکتے کیونکہ شریعت میں لکھا ہے جب تک دو مسلمان چاند دیکھنے کی گواہی نہ دیں۔ روزہ افطار نہیں ہو سکتا"

اس کے متعلق گذارش ہے کہ حضور علیہ السلام نے خاکسار اکملؔ کے سامنے نماز ظہر کے وقت یہ وحی الٰہی بیان کی۔ کہ

"عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو"

یہ سُن کر حضرت میر مہدی حسین صاحب اور بعض دیگر احباب نے روزہ کھول دیا۔ حضورؑ نے کچھ نہیں فرمایا کیونکہ وحی میں چاہے کرو یا نہ کرو کے الفاظ تھے۔

پس اس سے یہ استدلال کہ الہام کو ترجیح نہیں دی بالکل بے موقعہ ہے کیونکہ وحی میں عید کرنے نہ کرنے کا اختیار دے دیا ہے اور یہ اس وحی پر وقتی عملدر آمد تھا ورنہ یہ وحی جس مستقل ہدایت عمل پر مبنی تھی وہ مامور الٰہی پر ایمان لانے کے متعلق تھا۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا:۔

"ایک تو اس الہام کے وقتی معنے تھے کہ اُس دن شبہ تھا کہ آیا عید ہے یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس شبہ کو دُور فرما دیا۔ اور بتایا "عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو"۔ لیکن میرے نزدیک اس وحی کا صرف یہی مفہوم نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "چاہے کرو یا نہ کرو"۔ اور جس کام کے متعلق خود اللہ تعالیٰ فرمائے "چاہے کرو یا نہ کرو"۔ صرف اس کے لئے خصوصیت سے الہام کرنا کوئی وجہ نہیں رکھتا۔ میرے نزدیک علاوہ اس مفہوم کے ایک اور لطیف نکتہ بھی اس میں بیان فرمایا گیا ہے اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی طرف اشارہ ہے۔ انبیاء کی بعثت بھی ایک عید ہوا کرتی ہے۔ یعنی ان کی بعثت سے اللہ تعالیٰ کے فضل پھر دُنیا پر نازل ہوتے ہیں۔ اور دُنیا میں ترقیات کا بیج ان کے ذریعہ بویا جاتا ہے۔ وہ ایک ایسا بیج ہوتے ہیں جو آہستہ آہستہ ترقی کرکے ایک اتنا بڑا درخت بن جاتا ہے جس کے پھلوں اور سایہ سے اہلِ دُنیا مستفید ہوتے ہیں۔ لیکن اکثر لوگوں کو وہ عید نظر نہیں آیا کرتی۔ لوگ عام طور پر اس سے مُنہ پھیر لیتے ہیں ......

...... یہ فقرہ کہ "عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو" اس میں اس عید کی طرف اشارہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی عید ہے اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ چاہے یہ کرو یا نہ کرو ایک ہی بات ہے۔ بلکہ یہ اسی طرح کہا گیا ہے۔ جیسے کہتے ہیں سچ ہے تو سچا چاہے مانو یا نہ مانو۔ یعنی اس سے فائدہ اٹھانا نہ اُٹھانا تمہارا کام ہے۔ ہم نے چیز مہیا کر دی ...... اس الہام میں اللہ تعالیٰ نے علم النفس کا ایک عجیب نکتہ بیان فرمایا ہے۔ یعنی عید کرنا نہ کرنا انسان کے اندر کے احساسات پر منحصر ہے۔ صرف سامان کا موجود ہونا عید منانے کیلئے کافی نہیں ہوتا بلکہ ان کا اختیار کرنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ (تذکرہ صفحہ ۲۳۹)

یہ بھی مخفی نہ رہے کہ دوسرے روز اخبارات سے تصدیق ہو گئی تھی کہ چاند بیرونجات میں دیکھ لیا گیا تھا اور کئی شہروں میں عید منائی گئی تھی اور قادیان میں جبکہ غروب آفتاب میں تھوڑا سا وقت باقی تھا عید منائی بھی نہیں جاسکتی تھی۔ عید کا وقت تو قبل زوال ہے۔ یہ بھی بتا دینا ضروری ہے کہ آخری سالوں میں حضور روزہ نہیں رکھ سکتے تھے۔

پس مولوی صدر الدین صاحب نے از خود ایک بات بیان کر دی ہے وہ اس مجلس میں بھی یقیناً موجود نہ تھے جس میں یہ وحی الٰہی بیان فرمائی تھی۔

پاپائے اعظم کی طرف سے دعوتِ قبولِ اسلام کا شکریہ

(مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی)

پاپائے اعظم جب ۲ر دسمبر کو بمبئی تشریف لائے تو میں نے محترم صاحبزادہ حضرت مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوت و تبلیغ قادیان اور تمام احمدی جماعتوں کی طرف سے ان کی خدمت میں محبت و ہدایت کا ایک تحفہ پیش کیا تھا۔ جس میں مندرجہ ذیل کتب تھیں۔

(۱) قرآن شریف۔ انگریزی۔ (۲) لائف آف محمدؐ۔ انگریزی۔ (۳) ٹیچنگ آف اسلام۔ انگریزی۔ (۴) احمدیت یا حقیقی اسلام۔ انگریزی۔ (۵) مسیح ہندوستان میں۔ انگریزی۔ مسیح کہاں فوت ہوئے؟ انگریزی۔ (۷) قبر مسیحؑ۔ انگریزی (۸) جناب مسیحؑ کے متعلق نئے انکشافات۔ (۹) قبول اسلام کی دعوت کا سپاسنامہ۔

پاپائے اعظم نے اپنے مرکز ویٹی کن سٹی پہنچکر اپنے سکرٹری آف اسٹیٹ کو ہدایت کی کہ ان کی طرف سے ان کتابوں کے بھیجنے والے کا شکریہ ادا کیا جائے۔ اور دعا کی جائے کہ ان کو خدا کی رحمت و خوشنودی حاصل ہو۔ چنانچہ "ویٹی کن سٹی روم" سے میرے نام دعا اور شکریہ کے دو خطوط بھیجے گئے۔ ایک ۱۵ر دسمبر کو دوسرا ۱۷ر دسمبر کو۔ ان خطوط کا ترجمہ یہ ہے:۔

"ہز ہولی نس کا سکرٹری آف اسٹیٹ مقدس باپ کی قیمتی ہدایت کی تعمیل کرتے ہوئے اس بات کی اطلاع دینے میں خوشی محسوس کر رہا ہے کہ جب ہز ہولی نس "پوپ پال ششم" بمبئی تشریف لائے تھے۔ تو اس مبارک موقعہ پر آپ کی طرف سے ان کی خدمت میں جو ایک کتاب[1] کا تحفہ پیش کیا گیا جس کا نام "صحیح اسلام" (THE TRUE ISLAM) ہے۔ وہ انہیں موصول ہوا۔ آپ کی طرف سے اس موقعہ پر ہز ہولی نس کا جس تپاک اور گرمجوشی سے استقبال کیا گیا۔ اس پر مقدس باپ "پوپ پال ششم" اس کتاب کے بھیجنے والے۔ ان کے شکر گذار اور حاضرین کو دعا دیتے ہیں۔ کہ

ان کو آسمانی رحمت و خوشنودی حاصل ہو۔"

ہم ممبران جماعت احمدیہ بھی صدق دل سے "آمین" کہتے ہیں۔ اور یہی دعا ہم لوگ بھی پاپائے اعظم اور ان کے تمام عقیدتمندوں کے لئے کرتے ہیں۔

ایں دعا از ما و از جملہ جہاں آمین باد۔

کاش! پاپائے اعظم ان کتابوں کا مطالعہ فرمائیں جو ان کی خدمت میں پیش کی گئی ہیں۔ یہی وہ کتابیں ہیں جن کے ذریعہ انسان آسمانی رحمت و خوشنودی کا مستحق قرار پاتا ہے۔

[1] میرا خیال ہے کہ سکرٹری آف اسٹیٹ نے اختصار کی رعایت کرتے ہوئے صرف ایک کتاب کا ذکر کیا ہے۔ ورنہ میری طرف سے تو پاپائے اعظم کی خدمت میں ان تمام کتابوں کی سیٹ بھیجی گئی تھی جس کا اوپر ذکر کیا گیا۔

رمضان المبارک کی خاص رعایت

وہ بچے جو ماہنامہ تشحیذ الاذہان کا سالانہ چندہ پانچ روپے ادا نہ کر سکنے کی وجہ سے ابھی تک اس کے خریدار نہیں بنے۔ رمضان المبارک میں صرف تین روپے مہتمم اطفال الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ کو بھجوا دیں۔ شعبہ اطفال کی طرف سے ان کے نام پرچہ جاری کروا دیا جائے گا۔ مرکز میں رقوم پہنچنے کی آخری تاریخ ۱۵ر فروری ۱۹۶۵ء ہوگی۔

(مہتمم اطفال الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

درخواستہائے دُعا

- میری لڑکی عزیزہ خورشید بیگم عرصہ تقریباً چار سال سے بعارضہ پیچش بیمار ہے۔ کچھ دنوں سے بیماری کا زیادہ زور ہے

(رحمت علی سیکرٹری مال۔ دھوریہ ضلع گجرات)

- میری بھوپھی آمنہ بی بی صاحبہ کے دل کا اپریشن امریکہ میں ہو رہا ہے۔ (نصر اللہ خان۔ نیا محلہ راولپنڈی)
- میں عنقریب کورس کے لئے جا رہا ہوں۔ (محمد شفیع از کوئٹہ)
- خاکسار اپنے لئے اور اہل و عیال کیلئے جملہ مشکلات اور پریشانیوں کے دور ہونے کیلئے درخواست دُعا کرتا ہے۔ (کیپٹن سید سعید احمد۔ لاہور)

احباب ان سب کے لئے دعا فرمائیں۔

چندہ جلسہ سالانہ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارا جلسہ سالانہ اس سال بھی بخیر و خوبی ختم ہوا۔ اور احباب کے ایمان تازہ کرنے اور ان کے اندر خدمت اسلام کی تڑپ بڑھانے کا موجب بنا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ لیکن خاکسار نہایت افسوس سے یہ عرض کرنے پر مجبور ہے۔ کہ جلسہ میں شمولیت کے لئے احباب نے جس شوق اور ولولہ کا اظہار کیا ہے۔ اس کی جھلک چندہ جلسہ سالانہ کی وصولی اور ادائیگی میں نظر نہیں آتی۔ اور ابھی تک جلسہ سالانہ کے دو تہائی اخراجات کے برابر بھی چندہ جلسہ سالانہ کی رقم وصول نہیں ہوئی۔ جہاں تک خاکسار نے غور کیا ہے۔ اس کوتاہی کی سب سے بڑی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ بعض احباب اور عہدہ داروں کے نزدیک حصہ آمد یا چندہ عام ادا کرنے کے بعد چندہ جلسہ سالانہ کی ادائیگی ضروری نہیں۔ یہ ایک نہایت ہی خطرناک غلط فہمی ہے جو احباب کو اس چندہ کی ادائیگی کے ثواب سے محروم رکھتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔ کہ

"چندہ جلسہ سالانہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے ہی شروع ہے۔ بعض دوستوں نے غلطی سے یہ سمجھا ہے۔ کہ یہ چندہ عام کا ہی ایک حصہ ہے۔ جسے الگ کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ مجھے ایک مثال بھی ایسی یاد نہیں۔ جب چندہ جلسہ سالانہ کے لئے الگ تحریک نہ کی گئی ہو" (رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۳۸ء)

اس چندہ کی شرح ایک ماہ کی آمد کا دسواں حصہ مقرر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"دس فیصدی چندہ کا یہ مطلب نہیں کہ جو پندرہ فیصدی چندہ دے سکتا ہے وہ بھی نہ دے۔ جو شخص پندرہ فیصدی چندہ دیتا ہے۔ اس کا خدا کے پاس اجر ہے اور ہم اس کے اجر کے راستہ میں روک نہیں بن سکتے۔ پس اس شرح میں اگر کوئی شخص خوشی سے زیادتی کرنا چاہے تو وہ ہر وقت کر سکتا ہے۔ لیکن وہ لوگ جو دس فی صدی چندہ نہیں دیتے انہیں ہم مجبور کریں گے۔ کہ وہ دس فی صدی ضرور دیں۔" (رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۳۸ء)

لہٰذا خاکسار تمام عہدہ داروں اور احباب سے درخواست کرتا ہے۔ کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس ارشاد کی تعمیل کریں۔ اور اپنے آپ کو بھی مجبور کریں۔ اور اپنے اثر و رسوخ اور صحیح نمونہ سے کام لیتے ہوئے اپنے احباب کو بھی مجبور کریں۔ کہ اس چندہ کی ادائیگی میں پورا حصہ لیں۔ اور وصول شدہ رقوم جلد جلد یہاں بھجواتے جائیں۔

(ناظر بیت المال۔ صدر انجمن احمدیہ۔ ربوہ)

اُن دوستوں کے لئے جنہوں نے ابھی تک وعدہ نہیں بھجوایا

بعض مخلصین اپنی مالی مشکلات اور دنیوی غم و ہم کے باعث سال نو تحریک جدید پر دو ماہ کا عرصہ گذر جانے پر بھی وعدہ بھجوانے میں متامل ہیں۔ ان کے ازدیاد ایمان کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایمان پرور تقاریر میں سے چند اقتباسات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"مومن کا قدم پیچھے نہیں ہٹنا چاہیئے۔"

"جو لوگ اس راستہ میں مشکلات کی پرواہ نہیں کریں گے۔ اور مصیبتوں پر ثابت قدم رہیں گے وہی لوگ ہیں جو اپنے عمل سے اس بات کو ثابت کر دیں گے۔ کہ وہ آئندہ نسلوں میں عزت کے ساتھ یاد رکھے جانے کے مستحق ہیں۔"

"مجبوریاں سب کے لئے ہوتی ہیں۔ اگر ایک شخص پیچھے ہٹے اور دوسرا انہی حالات میں سے گذرتے ہوئے ثابت کر دے کہ اُس کا قدم پیچھے نہیں ہٹا تو یہ اس بات کا ثبوت ہوگا۔ کہ وہ لوگ جنہوں نے کہا تھا۔ کہ ہم مشکلات کی وجہ سے مجبور ہیں۔ انہوں نے غلط کہا تھا۔ کیونکہ انہیں حالات میں گذرتے ہوئے دوسروں نے قربانی کی اور وہ کامیاب ہوئے۔"

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ان ارشادات پر ہم کسی مزید تحریک کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ اپنا وعدہ بھجوانے میں تا حال ہچکچاہٹ محسوس کرنے والے دوست فوراً اپنا عملی قدم اٹھا کر اپنے دلی ایمان کا ثبوت دیں۔

(وکیل المال اوّل تحریک جدید ربوہ)

ضروری اور اہم خبروں کا خلاصہ

ڈھاکہ ۲۲ر جنوری۔ قومی اسمبلی کے تمام ارکان نے بھارت کو انتباہ کیا ہے کہ اگر اس نے مقبوضہ کشمیر کو بھارت میں ضم کرنے کے لئے یکطرفہ کارروائی جاری رکھی تو اسے خونی نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اسمبلی میں ہر گروپ کے ارکان نے بھارت کی اس پالیسی کی مذمت کی اور کہا کہ عالمی رائے عامہ اور کشمیری عوام ہرگز بھارت کے ان اقدامات کو برداشت نہیں کریں گے۔ جن کے ذریعہ ۵۰ لاکھ کشمیری عوام کو غلام بنائے رکھا جا رہا ہے۔

قومی اسمبلی میں مسئلہ کشمیر پر بحث تحریک التوا کے ذریعے ہوئی۔ قائد ایوان خان عبدالصبور نے بحث میں حصہ لیتے ہوئے کہا کہ اگر بھارت نے ہٹ دھرمی کی پالیسی جاری رکھی اور کشمیر کے معاملے میں بین الاقوامی معاہدوں کی خلاف ورزی کی تو اس کے نتیجہ میں جو خوفناک صورت حال پیدا ہوگی اس کی تمام تر ذمہ داری بھارت پر عاید ہوگی انھوں نے کہا کہ کشمیری عوام بھارت کی غلامی قبول کرنے پر تیار نہیں۔ اور نہ پاکستانی عوام اس بات کو برداشت کریں گے کہ ان کے بچاس لاکھ بھائیوں پر مظالم کا سلسلہ جاری رہے۔

لاہور ۲۲ر جنوری۔ مغربی پاکستان کے وزیر تعلیم مسٹر یاسین وٹو کو ملتان اور بہاولپور کے قومی اسمبلی کے انتخاب کے لئے مسلم لیگ کے امیدواروں کو ٹکٹ دینے والے کمیشن کا کنوینر مقرر کیا گیا ہے انھیں کمیشن میں دو ارکان نامزد کرنے کا بھی اختیار دیا گیا ہے۔

کراچی ۲۲ر جنوری۔ پاکستان میں انڈونیشیا کے سفیر بریگیڈیئر جنرل ہندانی راجہ نے کہا ہے کہ ملائیشیا کے خلاف ان کے ملک کی جنگ سامراجی طاقتوں کے خلاف جنگ ہے انھوں نے پاکستانی عوام سے اپیل کی ہے کہ وہ اس معاملہ میں حقیقت سے اچھی طرح واقف ہونے کی کوشش کریں۔ انھوں نے کہا سامراجیوں کے عزائم اور ان کے ہتھکنڈے ایک ہی جیسے ہیں۔ اور سامراج اپنی برائیوں کے معاملے میں ایک ہی چیز ہے۔ خواہ وہ کشمیر میں ہو۔ انگولا میں ہو یا ملائیشیا میں انھوں نے کہا جس طرح انگولا اور کشمیر کے عوام کو بھی حق خود ارادیت حاصل ہونا چاہیئے۔

انڈونیشی سفیر نے کہا کہ اگر برطانیہ نے انڈونیشیا پر حملہ کیا۔ تو وہ ایسی ہی غلطی کریں گے۔ جیسی انھوں نے ۱۹۵۶ء میں نہر سویز پر حملہ کی صورت میں کی تھی۔ اور مغربی طاقتوں کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ انڈونیشیا ویٹ نام نہیں ہے۔ جہاں وہ خلیج ٹونکن کی طرح اپنا بحری بیڑہ داخل کر دیں گے اگر برطانیہ نے انڈونیشیا پر حملہ کیا تو ہم اس کا منہ توڑ جواب دینے کی پوری طاقت رکھتے ہیں۔ اور ہم پوری قوت سے اس جارحانہ کارروائی کا جواب دیں گے۔

پشاور ۲۲ر جنوری۔ طلباء کی ہڑتال کے پیش نظر پشاور یونیورسٹی اور ملحقہ کالجوں کو ۱۴ر فروری تک بند کر دیا گیا ہے یونیورسٹی کے رجسٹرار مسٹر احمد حسن کی طرف سے جو نوٹیفکیشن جاری کیا گیا ہے اس میں یونیورسٹی بند کرنے کی کوئی وجہ نہیں بتائی گئی ایک ماہ کی سرما کی تعطیلات کے بعد یونیورسٹی ۱۸ر جنوری کو دوبارہ کھلی تھی۔ یونیورسٹی ایک ماہ تک صوبہ بھر میں طلباء کے ہنگاموں کے پیش نظر بند کر دی گئی تھی۔

یونیورسٹی دوبارہ کھلنے کے بعد طلباء نے کل سے پھر ہڑتال کر دی طلباء نے جو مطالبات کئے ہیں ان میں یونیورسٹی آرڈیننس منسوخ کرنے کا مطالبہ بھی شامل ہے۔

کاکس بازار۔ ۲۲ر جنوری۔ صدر ایوب نے عوام کو تلقین کی ہے کہ سیاسی جوڑ توڑ میں وقت ضائع کرنے کی بجائے قومی تعمیر نو کے کاموں میں حصہ لیا جائے کیونکہ تعمیر نو کا کام بہت دشوار ہے جس میں ہر محب وطن شخص کو مقدور بھر حصہ ضرور لینا چاہیئے تاکہ قوم بحیثیت مجموعی خوشحال ہو سکے۔

صدر ایوب کل ڈھاکہ سے بذریعہ طیارہ یہاں پہنچے تو ہوائی اڈہ پر ہزاروں افراد نے ان کا پرجوش استقبال کیا۔ اس موقع پر انھوں نے عوام سے خطاب کیا۔

کراچی ۲۲ر جنوری۔ مغربی جرمنی کی بحریہ کے کمانڈر انچیف وائس ایڈمرل کارل ایڈولف زینکر ۳۱ر جنوری کو پاکستان کے پندرہ روزہ دورہ پر کراچی آئیں گے۔ وائس ایڈمرل اے آر خان ہوائی اڈے پر آپ کا استقبال کریں گے۔

ایڈمرل زینکر قائداعظم کے مزار پر پھولوں کی چادر چڑھائیں گے۔ بعد ازاں آپ پاکستان بحریہ کے جہاز بابر کا معائنہ کریں گے۔

واشنگٹن ۲۲ر جنوری۔ صدر جانسن نے اعلان کیا ہے کہ امریکہ کسی ملک کے خلاف جارحانہ عزائم نہیں رکھتا۔ ہم انسانوں کو غلام بنانے کے منصوبوں کی مذمت کرتے ہیں اور خبردار کرتے ہیں کہ اگر کسی ملک نے دوسرے ملک کی آزادی سلب کرنے کی کوشش کی تو امریکہ اس کا راستہ روک دے گا انھوں نے اپیل کی کہ دنیا کے تمام ملکوں میں مفاہمت تعاون اور اتحاد کی فضا پیدا کی جائے تشدد۔ جارحیت اور آزاد ملکوں پر ایسا نظام ٹھونسنے کی کوششیں ترک کر دی جائیں جسے وہ پسند نہیں کرتے۔ اس کی بجائے تمام ملک تعاون کریں تاکہ افلاس۔ غربت اور تشدد پر انسانیت کو فتح حاصل ہو جائے۔

صدر جانسن نے آئندہ پانچ سال کے لئے اپنے عہدے کا حلف اٹھا لیا۔ انھوں نے اپنی پہلی تقریر میں کہا "امریکہ کسی ملک کے خلاف جارحانہ عزائم نہیں رکھتا۔ ہماری کوشش اور پالیسی یہ ہے کہ ہمیں تشدد اور افلاس پر فتح حاصل ہو جائے۔

اسلام کو غالب کرنے کے لئے دوستوں کو مزید قربانیوں کے لئے تیار ہو جانا چاہیئے

اگر غلبہ چاہتے ہو تو اپنی قربانیوں کو ایسا بناؤ کہ وہ آئندہ قربانیوں کا راستہ کھولنے والی ثابت ہوں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعتی ترقی اور غلبہ اسلام کے ضمن میں قربانیوں کی اہمیت واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"انسان کو ایک قربانی کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دوسری قربانی کی توفیق ملتی ہے اسی طرح میں سمجھتا ہوں کہ جماعت کی موجودہ قربانیاں آئندہ قربانیوں کا راستہ کھولنے والی ہوں گی اور جس کے دل میں آئندہ قربانیوں کے لئے انقباض پیدا نہ ہو اسے سمجھ لینا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی قربانیوں کو قبول کر لیا ہے۔ اور آئندہ قربانیوں کے لئے بھی اسے اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے گا لیکن جس شخص کے دل میں آئندہ قربانیوں کے لئے انقباض پیدا ہوتا ہے اور اپنے آپ کو تھکا ہوا پاتا ہے اسے سمجھ لینا چاہیئے کہ اس کی نیت کی خرابی کی وجہ سے یا کسی اور گناہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کی قربانیوں کو قبول نہیں کیا۔ اور اس کی قربانیاں ضائع ہو گئی ہیں۔ کیونکہ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اچھا بیج بویا جائے اور وہ اچھا پھل نہ لائے۔ اگر کسی شخص کو ان قربانیوں کے نتیجہ میں مزید چندے دینے اور خدا کی راہ میں مزید تکلیفیں برداشت کرنے کی توفیق نہیں ملتی۔ تو اسے سمجھ لینا چاہیئے کہ اس سے کوئی ایسا گناہ سرزد ہوا ہے جو اس کے قربانی کے بیج کو جس نے پھل دینا تھا بہا کر لے گیا ہے ایسے آدمی کو اللہ تعالیٰ کے حضور بہت استغفار کرنا چاہیئے اور بہت دعائیں کرنی چاہئیں تا اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمائے اور اسے مزید قربانیوں کی توفیق عطا کرے

مالی لحاظ سے تو جماعت کئی سال سے قربانیاں کرتی چلی آ رہی ہے گو اعلیٰ معیار تک ابھی تک نہیں پہنچی۔ مگر جانی قربانی کے لحاظ سے ابھی ابتدا نہیں ہوئی۔ البتہ وقف زندگی کے ذریعہ بنیاد کا ایک نشان لگا دیا گیا ہے جیسے بنیاد کھودتے وقت کئی سے ٹک لگایا جاتا ہے پھر بنیاد کھودی جاتی ہے جب بنیاد کی کھدائی ہو جاتی ہے تو اس پر دیواریں کھڑی کرتے ہیں۔ جب دیواریں بن جاتی ہیں تو ان دیواروں پر چھتیں ڈالی جاتی ہیں۔ اس کے بعد پلستر کیا جاتا ہے۔ دروازے اور کواڑ لگائے جاتے ہیں، تب کہیں جا کر مکان تیار ہوتا ہے۔ جس طرح مکان آہستہ آہستہ کچھ عرصہ کے بعد جا کر تیار ہوتا ہے اسی طرح جان دینے کی عمارت کے تیار ہونے میں کچھ دیر باقی ہے۔ کوئی عمارت بھی ایک دن تیار نہیں ہوتی۔ ایسے ہی یہ نہیں ہو سکتا کہ لوگ جمع ہو کر یہ اور وہ کہیں کہ اگر تم میں سے پانچ ہزار آدمی اپنی گردنوں پر چھری پھیر لیں تو ہم اسلام کو قبول کر لیں گے۔ بلکہ یہ قربانیاں آہستہ آہستہ دینی پڑیں گی۔ پہلے ایک دو۔ پھر آٹھ دس۔ پھر پندرہ بیس۔ اسی طرح آہستہ آہستہ یہ تعداد بڑھتی چلی جاتی ہے۔ آخر وہ دن آ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو غلبہ عطا کرتا ہے اور کفر ہتھیار ڈال دیتا ہے اور یہ کام ایک لمبے عرصہ میں جا کر ہوتا ہے۔ . . . .

یہ مقصد ہر وقت جماعت کے سامنے رہنا چاہیئے کہ ہم نے خدا کی بادشاہت کو دنیا میں قائم کرنا ہے اور خدا تعالیٰ کی عظمت کو تمام دنیا کے دلوں میں قائم کرنا ہے اگر ساری دنیا نیک ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا جوا اپنی گردنوں پر رکھ لے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی بادشاہت قائم ہو گئی۔ اور ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ ورنہ دو چار لاکھ جماعت کی دو تین ارب سے کیا نسبت ہے ایسی بھی تو نسبت نہیں جیسے آٹے میں نمک کی ہوتی ہے ان کے اموال ان کی شان و شوکت اور ان کے رسوخ کے مقابلے میں ہماری کوئی حیثیت ہی نہیں۔

پس ہمارے دوستوں کو اپنے اندر تبدیلی پیدا کرنی چاہیئے اور آئندہ مزید مالی اور جانی قربانیوں کے لئے تیار ہو جانا چاہیئے اللہ تعالیٰ ہم پر اپنا رحم اور فضل نازل فرمائے ہماری دماغی طاقتوں میں ترقی دے ہماری عقلوں کو تیز کرے اور ہماری علمی حالت درست کرے تاکہ ہم اس کا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکیں جو ہمارے سامنے ہے۔ آمین اللھم آمین!!"

(الفضل ۱۹ جون ۱۹۶۳ء)

مجلس شوریٰ میں تجاویز پیش کرنے کا طریق

مجلس مشاورت ۶۵ء میں اگر کوئی جماعت تجویز پیش کرنا چاہتی ہو ایسی تجویز بعد ضروری کارروائی ۱۵ فروری ۶۵ء تک بھجوا دے۔ شوریٰ میں تجاویز پیش کرنے کا طریق حسب ذیل ہے

مقامی انجمنوں کا کوئی ممبر جو مجلس مشاورت میں کوئی تجویز پیش کرنا چاہتا ہو۔ وہ سب سے پہلے اپنی تجویز مقامی انجمن میں پیش کرے وہاں اگر کثرت رائے اس کی موید ہو۔ تو وہ مقامی انجمن مرکز کے صیغہ متعلقہ سے اس کے متعلق خط و کتابت کرے۔ اگر صیغہ متعلقہ کی طرف سے خطوط کے آنے جانے کا عرصہ نکال کر پندرہ دن کے اندر اندر مقامی انجمن کو کوئی جواب نہ جائے تو مقامی انجمنیں اس تجویز کو اپنی طرف سے پیش کرنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں ارسال کر سکیں گی۔ اگر صیغہ کا جواب پندرہ دن کے اندر اندر مل جائے تو صیغہ کا جواب مقامی انجمن کے سامنے پیش ہوگا۔ پھر اگر مقامی انجمن اس تجویز کو مجلس مشاورت میں پیش کرنا چاہے تو جس صورت میں مقامی انجمن اس تجویز کا پیش ہونا ضروری سمجھے وہ تجویز حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ارسال کرے۔ پھر حضور کی منظوری حاصل ہونے کے بعد وہ تجویز صیغہ متعلقہ کی رائے کے ساتھ مجلس مشاورت میں پیش ہو۔ (رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۲۹ء صفحہ ۱۱)

(پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی)

محترم کیپٹن ڈاکٹر محمد دین صاحب کی وفات

محترم کیپٹن ڈاکٹر محمد دین صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ میرپور آزاد کشمیر جو کہ محترم ماسٹر خیر دین صاحب مرحوم (سابق ناظر تعلیم و تربیت قادیان) آف سیالکوٹ کے چھوٹے بھائی تھے۔ مورخہ ۱۷/۱/۶۵ کو بعد نماز مغرب میرپور میں دل پر مرض کا حملہ ہونے سے اپنے گھر پر وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ٭ دوسرے دن نعش کو ٹرک پر رکھ کر سیالکوٹ لے جایا گیا جہاں سے پھر دوسرے ٹرک پر رکھ کر ۱۸/۱/۶۵ کو بعد مغرب جنازہ ربوہ پہنچا۔ ۱۹/۱/۶۵ کو محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس ناظر اصلاح و ارشاد نے دفاتر صدر انجمن احمدیہ کے احاطہ میں نماز جنازہ پڑھائی۔ مرحوم موصی تھے۔ اور ۲ بجے بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے۔

مرحوم ڈاکٹر صاحب بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ باقاعدہ تہجد گزار، چندہ کی ہر تحریک میں حصہ لینے والے مہمانوں کے خدمت گزار، غرباء کے لئے مخیر اور سلسلہ کی خدمت کے لئے دل و جان سے مستعد رہتے تھے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محترم ڈاکٹر صاحب مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرے۔ آمین

(قریشی محمد حنیف قمر۔ علوی۔ ربوہ)

درخواست دعا

یہ عاجز بعض ضروری کاموں کی وجہ سے سفر حج پر ۲۱ جنوری کو روانہ نہیں ہو سکا۔ اب انشاء اللہ تعالیٰ ۲۵ جنوری کو بروز دوشنبہ ربوہ سے حجاب پر روانہ ہوگا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس سفر میں میرا حافظ و ناصر ہو اور حج کی برکات وافر حصہ عطا فرمائے۔ (قمر علی سائیکل سیاح)

امراء و مربی صاحبان متوجہ ہوں

اخبار الفضل میں مندرجہ ہدایات حضور کہ احباب سادہ زندگی اختیار کریں۔ آپ نے ملاحظہ و مطالعہ فرمالی ہوں گی ان ارشادات کی روشنی میں آپ سے درخواست ہے کہ آپ اپنے حلقہ میں نگرانی بھی فرمائیں کہ احباب اس سے استفادہ کر رہے ہیں اور خطبات و درس و تدریس کے ذریعہ بھی وقتاً فوقتاً توجہ دلاتے رہیں اس ارشاد پر عمل پیرا کرانے کے لئے سیکرٹری صاحبان تحریک جدید سے بھی درخواست ہے کہ وہ بھی امراء و مربی صاحبان سے تعاون فرمائیں تحریک کے دوسرے مطالبات کے علاوہ سادہ زندگی کے مطالبہ کو بھی احباب کے سامنے لایا جائے۔

(ناظر اصلاح و ارشاد۔ ربوہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴